ایاتھا ۹۶ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾

”جب قیامت برپا ہو جائے گی۔ نہیں ہو گا جب یہ برپا ہو گی (اسے) کوئی جھٹلانے والا۔ کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی۔ جب زمین تھرتھر کانپے گی۔ اور ٹوٹ پھوٹ کر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پھر غبار بن کر بکھر جائیں گے“۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الواقعہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن ضریس، حارث بن ابی امامہ، ابویعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ واقعہ غنا اور دولت مندی کی سورت ہے۔ سو تم اسے پڑھا کرو اور اپنی اولادوں کو بھی سکھاؤ۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ کی تعلیم دو کیونکہ یہ سورۃ الغنی ہے۔ (3)

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے حضرت سلمان تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز نہ رہے۔

امام عبدالرزاق، احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورۂ واقعہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ سورۃ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 491، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 10 (4005) دارالباز 4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 366 (875)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

الواقعہ، الحاقہ، عم یتساءلون، النازعات، اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اکثر اور بالاصرار پڑھا کرتے تھے۔ تو اس سے فقر وافلاس اڑ جاتا، ختم ہو جاتا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: آپ کی طرف فقر بڑی تیزی سے بڑھتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود اور اس کے ساتھ والی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ان آیات کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۝ جب قیامت کے دن قیامت برپا ہو جائے گی۔ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ۝ تو اس کے لیے واپسی کی کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی بھی اسے واپس لوٹا سکے۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ تو یہ لوگوں میں سے بعض کو پست کر دے گی اور بعض کو بلند کر دے گی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ کا معنی ہے وہ (اپنی آواز) قریب اور بعید والوں کو سنوا دے گی۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن سراقہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے ماموں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف پستی میں لے جائے گی اور اولیاء اللہ کو جنت کی طرف بلند کر دیگی۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت ان لوگوں کو پست کر دے گی جو دنیا میں بلند تھے اور ان لوگوں کو بلند کر دے گی جو دنیا میں پست تھے (یعنی جو دنیا میں متکبر بن کر رہے قیامت کے دن وہ پست ہو جائیں گے اور جو دنیا میں منکسر المزاج بن کر عجز وانکساری کے ساتھ رہے قیامت کے دن وہ بلند ہو جائیں گے)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت تکبر کرنے والوں کو پست کر دے گی اور تواضع کرنے والوں کو بلند کر دے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۝ پھر اس کے ساتھ دوسری یہ نازل ہوئی: لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ۝ اور خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ کی تفسیر میں فرمایا: کہ قیامت ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پستی میں گرا دے گی۔ اور ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت وکرامت میں بلند کر دے گی۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۝ فرمایا: جیسا زمین پر شدید زلزلہ برپا ہوگا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا۝ فرمایا: پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا۝ فرمایا: تو وہ اس طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے جیسے درختوں کے خشک پتوں کو ہوائیں دائیں بائیں اڑا لے جاتی ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 193، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 194
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 97-95-193

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: جو اس دن پست ہو گیا پھر وہ کبھی بلند نہیں ہو سکے گا اور جو اس دن بلند ہو گیا پھر وہ کبھی پست اور رسوا نہیں ہو گا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ جب زمین پر زلزلہ طاری ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ اور پہاڑ کو توڑ دیا جائے گا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ پس وہ سورج کی شعاؤں کی طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ زمین تھر تھر کانپنے لگے گی اس میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ اور پہاڑوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ جب زمین پر زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ اور پہاڑوں کو توڑ دیا جائے گا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: هَبَآءً سے مراد آگ کے وہ شرارے ہیں کہ جب آگ بھڑکتی ہے تو وہ اس سے اڑتے ہیں اور جب وہ گرے تو وہ کوئی شے نہیں ہوتی۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ غبار کے ذرات ہیں جو سورج کی شعاؤں کے ساتھ اڑتے ہیں اور انبثاث سے مراد اس کا متفرق ہونا اور بکھرنا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ سے مراد ذاتوں کا اڑایا ہوا غبار اور الهبآء المنثور سے مراد سورج کا وہ غبار ہے جو روشن دان کی شعاع میں دکھائی دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان میں ہوتی ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ غبار ہے جو دھوپ میں دکھائی دیتا ہے جب کہ وہ روشن دان سے کمرے میں داخل ہو رہی ہو۔

وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 219 (35486)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 96-194، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 197
5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

B

أُولَٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿۱۱﴾ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِيلٌ
مِّنَ الْاٰخِرِينَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕينَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِينَ ﴿۱۶﴾
يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيقَ ۙ وَ كَاْسٍ
مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُونَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا
يَتَخَيَّرُونَ ﴿۲۰﴾

''اور تم لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیے جاؤ گے۔ پس (ایک گروہ) دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا، کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ اور (دوسرا گروہ) بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور (تیسرا گروہ ہر کار خیر میں) آگے رہنے والوں کا وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ عیش وسرور کے باغوں میں۔ ایک بڑی جماعت پہلوں سے۔ اور قلیل تعداد پچھلوں سے۔ ان پلنگوں پر جو سونے کی تاروں سے بنے ہوں گے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان پر آمنے سامنے۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے اردگرد نوخیز لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ (ہاتھوں میں) پیالے، آفتابے اور شراب طہور سے چھلکتے جام لیے ہوئے۔ نہ سر درد محسوس کریں گے اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے۔ اور میوے بھی (پیش کریں گے) جو وہ جنتی پسند کریں گے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ کا معنی ہے تم لوگ تین قسموں میں بانٹ دیئے جاؤ گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مذکورہ آیت کے تحت آپ ہی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہی ہے جس کا ذکر سورۃ الملائکہ میں ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر: 32) (پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں)

ابن منذر نے وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: یہ اس وقت ہوگا جب لوگوں کے منازل متفرق اور جدا جدا ہوں گے۔ ان میں سے کچھ اصحاب یمین، کچھ اصحاب شمال اور کچھ سابقین ہوں گے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے منازل تین قسم کے ہوں گے۔ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ فرمایا: کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی اور اس کی جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا۔ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ فرمایا: کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ

والوں، اور ان کا جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ فرمایا: مراد ہر گروہ اور امت سے سبقت لے جانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ؕ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۞ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۞ تک کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گزشتہ امتوں کے دائیں ہاتھ والوں اور اس امت کے اصحاب یمین کے درمیان مساوات اور برابری کر دی جائے گی اور پہلی امتوں کے سبقت لے جانے والے اس وقت کے سابقین سے زیادہ ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۞ کے ضمن میں فرمایا: یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آگے بڑھے۔ آل یسین کے مومن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف تیزی سے آگے بڑھے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب تیزی سے آگے بڑھے (اور دوسروں سے سبقت لے گئے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سابقون چار قسم کے ہوں گے۔ پس میں عربوں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اہل فارس کی نسبت سابق ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے مکینوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اہل روم میں سے سابق ہیں۔

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۞ سے مراد وہ آدمی ہے جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور سب سے آخر مسجد سے نکلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن ابی سودہ سے جو کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، سے یہ قول بیان کیا ہے کہ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۞ کے بارے میں ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان سے مراد مساجد کی جانب دوسروں سے آگے بڑھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خروج کرنے والے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے (کہ (تیسرا گروہ) ان لوگوں کا ہوگا) جو ہر امت سے ہر کار خیر کی طرف آگے رہنے والے ہیں وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت حزقیل جو کہ آل فرعون کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 198، داراحیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

مومن تھا۔ حبیب النجار جس کا ذکر یٰس میں کیا گیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں سے ہر آدمی اپنی امت میں سبقت لے جانے والا ہے اور سبقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۞ (التکویر) کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر آدمی اس قوم کے ساتھ مل کر ایک قسم ہے جو اس کے عمل کے مطابق اعمال کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً۞ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۞ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ۞ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۞ فرمایا یہی ان کی اقسام ہیں۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ثُلَّةٌ کا معنی جماعت اور گروہ ہے۔ (1)

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر یہ شاق گزری۔ تو پھر یہ نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت میں چوتھائی ہو گے، اہل جنت کا تہائی ہو گے، بلکہ تم تو اہل جنت کا نصف یا اہل جنت کا ایک شطر ہو گے اور تم دوسرے شطر میں سے بھی ان سے کچھ لے لو گے۔ (2)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۞ سورت نازل ہوئی۔ اور اس میں یہ ذکر کیا گیا: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ (ایک بڑی جماعت پہلوں سے اور ایک بڑی جماعت پچھلوں سے) تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! میرے نزدیک آؤ اور سنو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ خبردار سنو! بے شک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک ایک جماعت ہے اور میری امت ایک جماعت ہے۔ اور ہم ہرگز اپنی جماعت کو مکمل نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم اونٹ چرانے والے ان حبشیوں سے مدد لے لیں جو یہ شہادت دیتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ۔ ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند سے عروہ بن رویم سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب غمزدہ ہو گئے اور کہنے لگے تب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قلیل ہوں گے۔ تو نصف النہار کے وقت یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تم لوگوں کے مقابل ہو گے۔ پس اس سے یہ آیت منسوخ ہو گئی: وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ یہ جماعت سابقہ لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 222، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 2 صفحہ 391، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں سے ہوگی اور وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ یہ قلیل جماعت اس امت میں سے ہوگی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ۝ کا معنی ہے مَصْفُوْفَةٍ ان پلنگوں پر جو بچھے ہوئے ہوں گے۔(1)

امام سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی یہ معنی بیان کیا ہے ایسے پلنگوں پر جو سونے کے تاروں سے بنے ہوئے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ۝ کا معنی ہے سونے کی تاروں سے بنا ہوا۔(3)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ۝ کا معنی ہے باریک بنا ہوا اور یہی مضبوط ترین پلنگ ہوتا ہے۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ۝ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: مَّوْضُوْنَةٍ سے مراد ایسا پلنگ ہے جسے چاندی کے تاروں کے ساتھ بنایا جائے اور اس پر ستر بستر ہوں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا، وہ فرماتے ہیں:

اَعْدَدْتُ لِلْهَيْجَاءِ مَوْضُوْنَةً فَضْفَاضَةً بِالنُّهْيِ بِالْبَاقِعِ

''میں نے ہیجاء کے لیے انتہائی دانش مندی اور زیرکی کے ساتھ کشادہ پلنگ تیار کیا''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ۝ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں سے کوئی اپنے ساتھی کی گدی کو نہیں دیکھ سکے گا (کیونکہ وہ ان پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے)۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ۝ (بڑی راحت اور آسودگی کے ساتھ وہ ان پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے)۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۝ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: نہ ان کے پاس نیکیاں ہوں گی جن کی انہیں جزا دی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہ ہوں گے جن پر انہیں سزا یا عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ انہیں ہمیشہ انہی مقامات پر رکھا جائے گا (کہ وہ ان کے ارد گرد ہمیشہ گردش کناں رہیں گے)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 201 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 202 6۔ ایضاً

مُخَلَّدُوْنَ۝ کا معنی ہے انہیں موت نہیں آئے گی۔ اور ارشاد گرامی بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ کے تحت آپ نے فرمایا۔ اکواب وہ پیالے ہوتے ہیں جن کے دستے نہیں ہوتے۔ اور اَبَارِيْقَ وہ آفتابے اور لوٹے ہوتے ہیں جن کے دستے ہوتے ہیں۔ اور وَّ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۝ کے تحت فرمایا: سفید شراب سے چھلکتے ہوئے جام۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ فرمایا: نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ہی وہ قے کریں گے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں نہ ان کی عقلیں ماؤف ہوں گی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اکواب کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ آفتابے ہیں جن سے شے کو انڈیلا جا سکتا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اکواب کا معنی پیالے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۝ کے تحت فرمایا: یعنی وہ جام جو شراب سے چھلکتے ہوں گے اور شراب وہاں پر جاری ہوگی۔ المعین کا معنی الجاری بہنے والی ہے۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ اس کے سبب نہ تو سر کا درد ہوگا اور کسی کی عقل مغلوب ہوگی۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ان کی عقلیں ضائع ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ان کی عقلیں ماؤف ہوں گی۔ (4)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت کھائیں گے اور پئیں گے اور وہ مدہوش نہیں ہوں گے جب کہ اہل دنیا مدہوش ہو جاتے ہیں جب کہ وہ زیادہ کھا پی لیں۔ آپ فرماتے ہیں: وہ اکتائیں گے نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے اس آیت کی قرأت اس طرح کی ہے لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ یعنی یاء مرفوع اور زاء کو مکسور پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اہل جنت میں سے ایک آدمی کے پاس جام لایا جائے گا اور وہ اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ہوگا۔ پس وہ اسے پی لے گا۔ پھر وہ اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہوگا اور کہے گا تحقیق میں نے اپنی خوبصورتی میں ستر گنا اضافہ کر لیا ہے۔ (5)

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ۝ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۝ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 05-04-03-202، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 203
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 05-04-202
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 05-204
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 33 (33993)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نفس اسلام
Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

وَّلَا تَاْثِیْمًاۙ۝۲۵ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا۝۲۶ وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِؕ۝۲۷ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍۙ۝۲۸ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍۙ۝۲۹ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍۙ۝۳۰ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍۙ۝۳۱ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍۙ۝۳۲ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍۙ۝۳۳

"اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے۔ اور حوریں خوبصورت آنکھوں والیاں۔ (سچے) موتیوں کی مانند جو چھپا رکھے ہوں۔ یہ اجر ہوگا ان نیکیوں کا جو وہ کرتے رہے تھے۔ نہ سنیں گے وہاں لغو باتیں اور نہ گناہ والی باتیں۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔ اور دائیں ہاتھ والے کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ بے خار بیریوں میں۔ اور کیلے کے گچھوں میں۔ اور لمبے لمبے سایوں میں۔ اور پانی کے آبشاروں میں۔ اور پھلوں کی بہتات میں۔ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ۝ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ کسی بھی شے کی خواہش نہیں کریں گے مگر وہ ان کے سامنے ہوگی اور وہ اس سے اپنی حاجت اور ضرورت پوری کرلیں گے۔ بعد ازاں وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: بے شک تو جنت میں کسی پرندے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ اور ساتھ ہی اس کی رغبت اور چاہت کا اظہار کرے گا۔ تو وہ فوراً بھونا ہوا تیرے سامنے آگرے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے پرندے کا ذکر فرمایا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بے شک وہ تو بہت عمدہ اور اچھا ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی اس سے کھائے گا وہ اس سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ ہوگا۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو بھی اس سے کھائے گا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت طیبہ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ۝ کے تحت فرمایا: کہ ان میں سے ہر قالین کی موٹائی اتنی ہوگی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ (1)

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جنت کا پرندہ بختی اونٹ کی طرح ہوگا جو جنت کے درختوں میں چرے گا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یا شبہ یہ پرندے تو بڑے عمدہ اور اعلیٰ ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کھانے والا ان سے بڑھ کر عمدہ اور اعلیٰ ہوگا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو بھی انہیں کھانے والوں میں سے ہوگا۔ (2)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 4، صفحہ 426 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 221، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بختی اونٹوں کی مثل پرندے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بلا شبہ وہ تو انتہائی عمدہ اور اعلیٰ ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: جو انہیں کھائے گا وہ ان سے بڑھ کر فائق اور اعلیٰ ہوگا۔ اور تو بھی ان میں سے ہے جو انہیں کھائیں گے اور تو بھی ان میں سے ہے جو انہیں پکائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بختی اونٹوں کی طرح کے پرندے ہیں۔ وہ آدمی کے پاس آئیں اور وہ ان سے اپنی حاجت اور طلب پوری کرلے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا گویا کہ اس سے کوئی شے کم نہیں ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: بے شک کوئی آدمی جنت کے پرندوں میں سے کسی پرندے کی خواہش کرے گا۔ تو وہ بھونا ہوا پک کر اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک آدمی پرندے کی طرف رغبت کا اظہار کرے گا۔ تو بختی اونٹ کی مثل پرندہ آجائے گا، یہاں تک کہ اس کے دستر خوان پر آگرے گا۔ نہ اسے کوئی دھواں لگا ہوگا اور نہ ہی کسی آگ نے اسے مس کیا ہوگا۔ پس وہ آدمی اس سے خوب پیٹ بھر کر کھالے گا اور پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست کے سامنے دستر خوان بچھایا جائے گا، تو وہ پرندہ آئے گا اور اس پر آگرے گا پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑے گا اور ہر پر سے ایک ایسا رنگ نکلے گا جو شہد سے زیادہ لذیذ، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ وہ آئے گا اور اہل جنت میں سے ایک آدمی کے پیالے پر بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ پروں کو جھاڑے گا۔ تو اس کے ہر پر سے ایک رنگ خارج ہوگا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ ملائم اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس میں کوئی ایسا رنگ نہیں جو دوسرے سے مشابہت رکھتا ہو۔ بعد ازاں وہ اڑ کر چلا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ الآیہ۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمن سلمی نے مجھے یہ آیت جر کے ساتھ پڑھائی یعنی وَحُوْرٍ عِيْنٍ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے دونوں لفظوں کو رفع اور تنوین کے ساتھ پڑھا ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 31 (33977)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

یعنی وَ حُوۡرٌ عِیۡنٌ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ حُوۡرٌ عِیۡنٌ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں آنکھیں بہت خوبصورت بنائی گئی ہیں (یعنی آنکھوں کی سفیدی انتہائی زیادہ سفید اور سیاہی انتہائی زیادہ سیاہ ہے، اسی سبب سے آنکھیں خوبصورت ہیں) (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ کَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُؤِ الۡمَکۡنُوۡنِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ موتی جو ابھی تک صدف میں ہو اور ہاتھ اس پر نہ لگے ہوں (وہ حوریں ایسے موتیوں کی طرح ہوں گی)۔

امام ہناد بن سری رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ان بڑے بڑے موتیوں کی طرح ہوں گی جنہیں کسی شے کے مس کرنے (کے خوف) سے چھپا دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡهَا لَغۡوًا الآیہ۔ تو اس کے بارے امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں لغو سے مراد باطل کلام اور تَاۡثِیۡمًا سے مراد جھوٹ اور کذب ہے (یعنی نہ وہ اس میں باطل گفتگو سنیں گے اور نہ ہی کذب وافترا پردازی۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَغۡوًا سے مراد ہے لایعنی اور بے مقصد گفتگو اور تَاۡثِیۡمًا سے مراد جھوٹ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ الآیات

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حصین کی سند سے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اہل طائف نے ایک وادی کا سوال کیا جو ان کی حفاظت کرے اور اس میں شہد بھی ہو۔ تو ایسا کر دیا گیا۔ وہ انتہائی تعجب خیز اور خوش کن وادی تھی۔ تو انہوں نے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے ہیں جنت میں اس طرح ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: اے کاش! ہمارے لیے جنت میں بھی اس وادی کی مثل وادی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ﴿ؕ۲۷﴾ فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ایک دوسری سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ (اہل طائف) وادی وج اور اس میں کیلے اور بیری کے سایوں پر فخر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ؕ فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ۙ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ۙ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ دو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 215 (35457)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مٹھیاں بھری ہیں اور فرمایا: یہ جنت میں ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ آتش جہنم میں ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔(1)

امام حاکم اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب فرمایا کرتے تھے: بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں اعراب اور ان کے مسائل کے سبب نفع اور فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک دن ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اذیت ناک درخت کا ذکر فرمایا ہے اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ جنت میں کوئی ایسا درخت ہو جو اپنے مالک کے لیے تکلیف دہ اور اذیت ناک ثابت ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: بیری کا درخت۔ کیونکہ اس کے کانٹے ہوتے ہیں۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: **فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ۝** اللہ تعالیٰ اس کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرما دے گا۔ بے شک وہ پھل اگائے گا۔ اس کے پھل سے کھانے کے بہتر رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی رنگ دوسرے کے مشابہ نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں، طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے سنتا ہوں کہ آپ جنت میں ایک درخت کا ذکر کرتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کانٹوں والا درخت ہو، یعنی ببول کا درخت۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا۔ جو حجم میں خصی کیے ہوئے مینڈھے کے کپڑے کے برابر ہوگا اور اس میں کھانے کے ستر رنگ ہوں گے اور اس میں کوئی بھی دوسرے کے مشابہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ۝** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے بوجھ نے اٹھانے سے اسے عاجز و کمزور کر دیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ **مَخْضُوْدٍ۝** سے مراد وہ بھاری گٹھا یا بوجھ ہے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **مَخْضُوْدٍ۝** سے مراد وہ ہے جس میں کانٹا نہ ہو۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت یزید رقاشی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے بیر گھڑوں سے بڑے ہوں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 239، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 518 (3778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 209، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً

اللہ نے آپ سے فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ کے بارے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ بیری کا درخت جس کا کانٹا نہ ہو۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا:

انَّ الحدائق فی الجنانِ ظَلِیلَةٌ فیھا الکواعبُ سدرُھا مخضود

"بے شک جنتوں میں سایہ دار باغات ہیں ان میں خوب صورت سینے والی دوشیزائیں بھی ہیں اور بے خار بیریاں بھی"

امام عبدالرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ سے مراد کیلا ہے۔(1)

امام فریابی، ہناد، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس آیت کو وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ پڑھا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن انباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی: وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا طَلْحٍ کیا ہے؟ بس تم اسے "وطلع" پڑھا کرو۔ پھر فرمایا "وَطَلعٍ نَّضِيدٍ" تو آپ سے عرض کی گئی: اے امیر المومنین! کیا ہم اسے مصاحف سے مٹا دیں؟ تو آپ نے فرمایا: اب قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَّنْضُوْدٍ کا معنی ہے بعض کا بعض پر چڑھا ہونا یعنی کیلوں کا گچھا۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ یعنی ایسی بیری میں جو بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ یعنی کیلوں کا گچھا۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت کی دیوار سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہے۔ جنت کی زمین سونے کی ہے اور اس میں سنگریزے موتی ہیں۔ اس کی ترمٹی کستوری ہے اور اس کی خشک مٹی زعفران ہے اور ان کے درمیان بے خار بیریاں، کیلوں کے گچھے، لمبے سائے اور پانی کی آبشاریں ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 212، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 211 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 213

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے سو برس تک اس کے سائے میں ایک سوار چلتا رہے گا اور وہ اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ (1)

امام احمد، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے۔ ایک سوار سو برس تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا۔ وہ اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو: وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے کہ ایک سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے تو وہ اسے طے نہ کر سکے اور وہی وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ سے مراد جنت میں سایہ دار درخت ہے جو ایک تنے پر ہے۔ اس کے سائے کی مقدار یہ ہے کہ اس کی تمام اطراف میں ایک سوار سو برس تک چل سکتا ہے۔ پس اہل جنت، اہل غرف (کمروں والے) اور ان کے علاوہ دیگر سب اس کی طرف نکلیں گے اور اس کے سائے میں باہم گفتگو کریں گے۔ پس ان میں سے بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے کھیل کا ذکر کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا اور وہ درخت دنیا کے ہر کھیل کے ساتھ حرکت کرے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جو کوئی شے نہیں اٹھائے ہوئے ہے (یعنی اس پر کوئی پھل وغیرہ نہیں ہے) اس سے صرف سایہ حاصل کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن میمون سے وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے تحت بیان کیا ہے: وہ سایہ ستر ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔ (3)

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ کا معنی ہے جاری پانی۔

امام ہناد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: جنت کی کھجور کے درختوں کی شاخوں سے ان کے چھوٹے کپڑے اور ان کا لباس بنا ہوگا۔

امام ہناد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت کے گچھے اتنے بڑے بڑے ہوں گے جتنا تیرے اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور صنعاء سے مراد شام ہے۔

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اور بستر بچھے ہوں گے اونچے اونچے پلنگوں پر۔ ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں۔ (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں ہم عمر۔ (یہ سب نعمتیں) اصحاب یمین کے لیے مخصوص ہوں گی۔ ایک بڑی جماعت اگلوں سے۔ اور ایک بڑی جماعت پچھلوں میں سے ہو گی''۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن حبان، ابن جریر، ابن ابی حاتم، رویانی، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرش مرفوعہ کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بستر کو پلنگ کے اوپر سے نیچے پھینکا جائے تو اسے اس کی جائے قرار تک پہنچتے پہنچتے سو برس لگ جائیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اس کے اوپر کے سرے سے وہ گرے تو نیچے والے حصے تک چالیس برس میں پہنچے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ اگر اس کے اوپر سے کوئی شے پھینکی جائے تو وہ سو برس میں اس کی قرار گاہ تک پہنچے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے لیے بچھے ہوئے پلنگوں کی بلندی اسی برس کی مسافت ہے۔ واللہ اعلم۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ہناد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قول باری تعالیٰ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ عورتیں جنہیں پیدا کیا جائے گا وہ دنیا میں بوڑھی ہو چکی تھیں۔ ان کے سر کے بال سیاہ و سفید تھے۔ آنکھیں کمزور اور چندھیا گئی تھیں اور ان سے میل بہنے لگی تھی۔(4)

امام طیالسی، ابن جریر، ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ، ابن قانع اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت سلمہ بن زید جعفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ہم نے ان کی ان ثیبہ اور باکرہ بیویوں کو پیدا کیا جو دنیا میں تھیں۔(5)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 374 (3294)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 257، دار الفکر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 43 (34082) (مختصراً) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 375 (3296)
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 40 (6322)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید، ترمذی نے شمائل میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام فلاں! بے شک کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی، تو وہ روتے ہوئے واپس مڑی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے یہ بتاؤ کہ تو بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ۙ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ۔(1)

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے؟ تو میں نے عرض کی یہ میری خالہ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ پس وہ بڑھیا وہاں رہی جتنا اللہ نے چاہا۔ تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ خَلْقًا آخَرَ '' بے شک ہم انہیں دوسری تخلیق کے ساتھ پیدا کریں گے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً کا معنی ہے ہم نے انہیں پیدا کیا اور یہ خلقت پہلی تخلیق کے سوا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار کی ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے وہ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر واپس لوٹ کر آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس عورت نے تو آپ کی گفتگو کے سبب مشقت و تکالیف کا سامنا کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں جنت میں داخل فرمائے گا تو انہیں کنوارے پن کی طرف پھیر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً کا معنی ہے ''اَنْبَتْنَاهُنَّ'' ہم نے انہیں پیدا کیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بے شک اہل جنت جب اپنی عورتوں سے مجامعت کر چکیں گے تو وہ پھر بکارت کی طرف لوٹ جائیں گی۔(3)

ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا کا معنی ہے ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتۡرَابًا کا معنی ہے ہم عمر۔(4)

1۔سنن ترمذی، کتاب شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 17، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 776 (18764)، دار الفکر بیروت

3۔ایضاً، صفحہ 771 (18763)　4۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-218

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے عشق و محبت رکھنے والیاں اور ان کے خاوند بھی ان کے لیے پیار و محبت رکھتے ہوں گے اور اَتۡرَابًا کے تحت فرمایا: تمام کی عمر ایک ہوگی یعنی تینتیس برس۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد اپنے خاوند سے ملنے والی بیوی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد اپنے خاوندوں سے محبت ومودت رکھنے والی بیویاں ہیں۔(2)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرب کا معنی غنجہ ناز ونخرہ ہے اور اہل مدینہ کے قول کے مطابق الشکلہ ہے یعنی ناز ونخرہ یا ہمشکل ہونا۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے ناز ونخرے والی عورت۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے ناز ونخرے کرنے والیاں۔

امام سفیان، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عُرُبًا کے ضمن میں کہا وہ ناقہ (اونٹنی) جو نر کی رغبت رکھتی ہو۔ اسے عربۃ کہا جاتا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا: کہ اہل مکہ کی لغت کے مطابق یہی شکلہ یعنی ناز ونخرے کرنا والیاں یا ہم شکل عورتیں ہیں اور اہل مدینہ کی لغت کے مطابق مغنوجہ ہے (یعنی جس پر فخر وناز کیا جائے)۔(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے خاوند کی طرف میلان اور رغبت رکھتی ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے عُرُبًا اَتۡرَابًا کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ اپنے خاوندوں سے عشق ومحبت کرنے والی وہ عورتیں ہیں جو زعفران سے پیدا کی گئی ہیں اور اَتۡرَابًا سے مراد ہم عمر ہونا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 218، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 219
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 279، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 220
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 219
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

WWW.NAFSEISLAM.COM

عَهِدَتْ بِهَا سُعْدٰى وَ سُعْدٰى عَزِيْزَةٌ عَرُوْبٌ تُهَاوِيْ فِيْ جَوَارِ خَرَائِدِ

''سعدی نے اس کے ساتھ ملاقات کی اور سعدی انتہائی عزیز اور محبت کرنے والی ہے۔ وہ پڑوس میں شرمیلی دوشیزاؤں کو تحائف بھیجتی رہتی ہے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ کا معنی ہے اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔ عُرُبًا فرمایا: اپنے خاوندوں سے پیار اور محبت کرنے والیاں۔ اَتْرَابًا ۝ فرمایا: جو ایک ہی عمر میں مساوی اور برابر ہیں یعنی ہم عمر ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے، بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے جن پر ناز و فخر کیا جائے اور عُرُبًا کا معنی ہوتا ہے ناز و نخرہ۔ (2)

عبد بن حمید نے عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے بیان کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ عُرُبًا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً کہا: کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ محرم کو کہا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایسا کلام نہ کر جو اسے لذت دیتا ہو۔ پس مراد محرم عورت ہے۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے تمیم بن جدلم سے بیان کیا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: العربۃ سے مراد خاوند کی اچھی طرح اطاعت و فرمانبرداری کرنے والی عورت ہے۔ جب کوئی عورت اچھی طرح خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی۔ تو عرب ایسی عورت کے لیے کہا کرتے: انها العربة بے شک یہ تو عربہ ہے۔ (3)

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے وہ عورتیں جو اپنے خاوند کی طرف میلان اور رغبت رکھتی ہوں۔ (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد دل و جان سے عشق و محبت کرنے والیاں ہیں۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا ۝ کا معنی ہے ہم عمر۔ (5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے دل و جان سے پیار کرنے والیاں اور اَتْرَابًا ۝ کا معنی ہے ایک عمر میں مساوی اور برابر ہونا یعنی ہم عمر ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد محبت و عشق کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد عمر کے لحاظ سے مساوی اور برابر ہونا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 219، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 21-219

WWW.NAFSEISLAM.COM

25/

امام ہناد بن سری اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرتی ہیں اور اَتْرَابًا۝ سے مراد ہم عمر عورتیں ہیں۔

امام سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے از حد محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا۝ سے مراد ہم مثل اور ہم عمر ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرتی ہیں۔ اور اَتْرَابًا۝ سے مراد ہم عمر اور ایک دوسرے سے مشابہت رکھنے والیاں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ العربۃ سے مراد اچھی گفتگو اور خوبصورت کلام کرنے والی عورت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے، مراد عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا۝ سے مراد ہم عمر ہے۔

امام وکیع نے الغرر میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ہلال بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: عورتوں میں سے عروب کون سی ہیں؟ تو وہ مضطرب اور پریشان ہو گئے اور اسحاق بن عبد اللہ بن حارث نوفلی متوجہ ہوئے اور کہا: تحقیق تمہارے پاس وہ آ گیا ہے جو اس کے بارے تمہیں بتائے گا۔ تو انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اپنے خاوند کے لیے بہت شرم و حیاء کرنے والی اور بچھنے والی عورت۔ اور یہ شعر بھی کہا:

يَعْرُبْنَ عِنْدَ بُعُوْلِهِنَّ اِذَا خَلَوْ وَاِذَاهُمْ خَرَجُوْا فَهُنَّ خِفَارٌ

"وہ اپنے خاوندوں کے پاس بچھ جاتی ہیں جب وہ خلوت میں ہوں۔ اور جب وہ باہر چلے جائیں تو شرم و حیا کا پیکر ہوتی ہیں"۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری عورتوں میں سے بہترین وہ عورت ہے جو پاک دامن ہو اور اس میں جذبات شہوت بھی ہوں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے یہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کی طرف خواہش کا اظہار کیا تو وہ شہوت کے خراٹے لینے لگی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیا۔ تو انہوں نے کہا: تجھ پر کوئی برائی نہیں۔ قسم بخدا! خراٹے لینے والیاں اور ناک اور حلق سے آواز نکالنے والیاں ہی تم میں سے بہترین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ عُرُبًا کا معنی ہے ان کی کلام عربی ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اگلوں میں سے کثیر لوگ اور پچھلوں میں سے کثیر لوگ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام مسدد نے مسند میں، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے تحت فرمایا: یہ دونوں جماعتیں اس امت سے ہوں گی۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن عدی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جماعتیں میری امت سے ہوں گی۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں بڑی جماعتیں اس امت سے ہوں گی۔(3)

امام حسن بن سفیان، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت میں سے جنہوں نے میری اتباع اور پیروی کی ہے وہ اہل جنت کا چوتھائی ہوں گے۔ پس ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ ایک شطر (نصف) اہل جنت میری امت میں سے ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہم دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پس جب صبح کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں سے ان کی اتباع اور پیروی کرنے والے پیش کیے گئے۔ پس کسی نبی علیہ السلام کے ساتھ ان کی امت سے صرف تین افراد تھے۔ جب کہ کچھ ایسے نبی علیہ السلام بھی تھے جن کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی دانا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا گزر ہوا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میری امت کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی دائیں جانب نظر اٹھاؤ۔ تو کیا دیکھا وہاں مکہ مکرمہ کے ٹیلے ہیں جو لوگوں کے چہروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا تم راضی ہو؟ تو میں نے عرض کی: اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی بائیں جانب دیکھو۔ تو کیا دیکھا کہ افق لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا ہے۔ فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ تو آپ ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ! اسے بھی ان میں سے کردے۔ پھر ایک دوسرا آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 332 (11395)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 223، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 279، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 223

WWW.NAFSEISLAM.COM

دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ" اس میں عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر تم طاقت رکھو کہ تم ان ستر ہزار میں سے ہو جاؤ تو ہو جاؤ۔ اور اگر تم عاجز رہو اور تم قاصر رہو تو پھر اصحاب ظراب (ٹیلے والوں) میں سے ہو جاؤ۔ اور اگر تم عاجز اور قاصر رہو تو پھر اصحاب افق میں سے ہو جاؤ۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے وہ باہم جھگڑ رہے ہیں۔ پھر فرمایا بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا شطر (نصف حصہ) ہو گے۔ قوم نے تکبیر بلند کی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۰﴾ پھر انہوں نے ان ستر ہزار کے بارے باہم گفتگو کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ نہ جادو منتر کرتے ہیں اور نہ وہ برے شگون لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں: "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ "وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ" (1)

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

"اور بائیں ہاتھ والے، کیسی خستہ حالت ہو گی بائیں ہاتھ والوں کی۔ (یہ بدنصیب) جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ نہ یہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ آرام دہ۔ بے شک یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ اور وہ اصرار کیا کرتے تھے بڑے بھاری گناہ پر۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا کو بھی (یہ ناممکن ہے)۔ آپ فرما دیجئے بے شک اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی۔ سب کو جمع کیا جائے گا ایک مقررہ وقت پر

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 105 (9965)، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک جانے ہوئے دن میں۔ پھر تمہیں اے گمراہ ہونے والو! اے جھٹلانے والو۔ حکما کھانا پڑے گا زقوم کے درخت سے۔ پس تم بھرو گے اس سے (اپنے) پیٹوں کو۔ پھر پینا پڑے گا اس پر کھولتا پانی۔ اس طرح پیو گے جیسے پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے۔ یہ ان کی ضیافت ہوگی قیامت کے دن۔ (آج غور کرو) ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے پس تم قیامت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ کے بارے کہا: بائیں ہاتھ والوں کے لیے کیا ہے اور کیا ہے جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے؟

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ کے تحت کہا: وہ سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے (1)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ جہنم کے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ کا معنی ہے وہ جہنم کے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ کا معنی ہے وہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ سے مراد دھواں ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آگ سیاہ ہوگی، اس میں رہنے والے بھی سیاہ ہوں گے اور اس میں ہر شے بہت سیاہ ہوگی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ کا معنی ہے نہ اس کے اترنے کی جگہ ٹھنڈی ہوگی اور نہ اس کا منظر راحت بخش ہوگا۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مترفین کا معنی منعمین یعنی خوشحال اور آسودہ حال ہے کہ یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ کے بارے فرمایا: اور وہ بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔

امام ابن عدی، شیرازی نے القاب میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، خطیب نے تالی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 518 (3779)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 255، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 244

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 225

5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 226

WWW.NAFSEISLAM.COM

التلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ واقعہ میں پڑھا فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ یعنی انہوں نے شین کو فتحہ کے ساتھ پڑھا۔ یہ شُرْب سے ہے (پس وہ اس طرح پئیں گے جس طرح پیاس کا مارا ہوا اونٹ پیتا ہے)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ کا معنی ہے پیاسا اونٹ۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ اونٹ ہے، جسے بیماری لگ جاتی ہے اور وہ پانی سے سیراب نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے لیے کھولتے پانی سے پینے کو پیاسے اونٹ کے پینے سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

أَجَزْتُ اِلٰی مَعَارِفِهَا بِشَعْبٍ وَاطلاح مِنَ الْعَبْدِيِّ هَيِّم

''میں اس کی تلاش میں گھاٹی سے آگے گزر گیا اور میرا غلام سفری تھکاوٹ کے سبب شدید پیاسا ہو گیا''۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ کے تحت حضرت ابومجلز سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیماری والا اونٹ پانی کو چوستا رہتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا (پس وہ بھی اسی طرح پانی پیتے رہیں گے مگر سیراب نہیں ہوں گے)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی مذکورہ آیت کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیمار اونٹ پانی کی چسکیاں لیتا رہتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ (ہیم) اونٹ کی ایک بیماری ہے جو اس میں سرایت کر جاتی ہے اور پھر اس کے سبب وہ سیراب نہیں ہوتا (یعنی اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی)۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ کا معنی ہیام الارض یعنی ریت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ سے مراد پیاسا اونٹ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ سے مراد پیاسا اونٹ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ھیم ایک بیماری ہے جو اونٹوں کو لگتی ہے۔ اور جب وہ کسی کو لگ جائے تو پھر اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ یعنی شین کو مرفوع پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 229، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ؕ﴿۵۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ نَحۡنُ
قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ ۙ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَكُمۡ
وَ نُنۡشِئَكُمۡ فِىۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى فَلَوۡ
لَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ؕ﴿۶۳﴾ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ
نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ﴿۶۴﴾ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰهُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُوۡنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا
لَمُغۡرَمُوۡنَ ۙ﴿۶۶﴾ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِىۡ
تَشۡرَبُوۡنَ ؕ﴿۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ لَوۡ
نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيۡتُمُ النَّارَ الَّتِىۡ
تُوۡرُوۡنَ ؕ﴿۷۱﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَهَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِئُوۡنَ ﴿۷۲﴾ نَحۡنُ
جَعَلۡنٰهَا تَذۡكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلۡمُقۡوِيۡنَ ۚ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۷۴﴾

''بھلا دیکھو تو جو منی تم ٹپکاتے ہو۔ (اور سچ سچ بتاؤ) کیا تم اس کو (انسان بنا کر) پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم ہی نے مقرر کی ہے تمہارے درمیان موت اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اور تمہیں اچھی طرح علم ہے اپنی پہلی پیدائش کا پس تم (اس میں) کیوں غور و خوض نہیں کرتے۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے جو تم بولتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم ہی اس کو اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا بنا دیں پھر تم کف افسوس ملتے رہ جاؤ۔ (ہائے!) ہم تو قرضوں کے بوجھ تلے دب کر رہ گئے۔ بلکہ ہم تو ہیں ہی بڑے بد نصیب۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے پانی جو تم پیتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم ہی اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو کھاری بنا دیتے، پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے آگ کو جو تم سلگاتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے ہی بنایا ہے اس کو نصیحت اور فائدہ مند مسافروں کے لیے۔ تو (اے حبیب!) تسبیح کیجئے اپنے رب عظیم کے نام کی''۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حجر المرادی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اور میں نے آپ کی قرأت سنی جب کہ آپ رات کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے یہ آیت پڑھی: اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَؕ ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ تین بار فرمایا، بلکہ تو ہی (پیدا فرماتا ہے) اے میرے پروردگار! پھر یہ آیت پڑھی: اَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ۔ تو پھر تین بار کہا بلکہ تو ہی (اگاتا ہے) اے میرے پروردگار! پھر یہ آیت پڑھی: ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ تو تین بار کہا: بلکہ تو ہی (بادل سے پانی اتارنے والا ہے) اے میرے پروردگار! پھر جب یہ آیت پڑھی ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَهَاۤ تو تین بار کہا: بلکہ تو ہی (نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے) اے میرے رب! (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ کا مفہوم ہے کہ ہم نے اہل زمین اور اہل آسمان کے لیے تقدیر بنادی ہے اس میں ان کے شرفا اور ضعفاء سب برابر ہیں۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے تمہارے درمیان موت کو بدیر یا جلدی مقرر کر دیا ہے۔ اور وَنُنۡشِئَكُمۡ فِىۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ کے متعلق فرمایا اور ہم تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جو ہم چاہیں۔ اور وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى فرمایا: اور تمہیں اچھی طرح علم ہے اپنی پہلی پیدائش کا جب کہ تم کوئی شے نہ تھے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے۔ (2)

امام بزار، ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے اگایا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ میں نے کاشت کیا (یعنی زرعت کی بجائے حرثت کہنا چاہیے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَؕ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی یہ کہے زرعت میں نے اگایا۔ بلکہ اسے یہ کہنا چاہیے: حرثت۔ میں نے بویا۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ کا معنی ہے کیا تم اسے اگاتے ہو۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُوۡنَ کا معنی ہے پھر تعجب کرتے رہو۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُوۡنَ کا معنی ہے پھر تم ندامت کا اظہار کرتے رہو پھر تم شرمندہ ہوتے رہو۔ (5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ کا مفہوم ہے بے شک ہم تو شر میں مبتلا ہو گئے۔ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ بلکہ ہم تو خیر سے روک دیئے گئے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 231، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 232 5۔ ایضاً

اور ارشاد باری تعالیٰ ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ میں مزن سے مراد بادل ہے، یعنی کیا تم نے بادل سے پانی اتارا ہے؟(1)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مزن سے مراد بادل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما دونوں سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی پانی نوش فرماتے تھے تو یہ بعد میں دعا پڑھتے تھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا'' سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی رحمت سے ہمیں انتہائی شریں اور لذیذ پانی سے سیراب فرمایا اور ہمارے گناہوں کے سبب اسے نمکین اور کھاری نہیں بنایا۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً کا مفہوم ہے کہ یہ آگ ہمارے لیے بڑی آگ سے نصیحت ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ فرمایا: یہ تمام کے تمام لوگوں کے لیے فائدہ مند اور نفع بخش ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ہر شہری اور دیہاتی کے لیے یہ سود مند ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً ہم نے ہی اسے بڑی آگ کے لیے نصیحت بنا دیا ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔(4)

عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً کا مفہوم ہے ہم نے ہی اسے بڑی آگ کے لیے نصیحت بنا دیا ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔ کتنی قومیں اور جماعتیں ہیں جنہوں نے سفر کیا، پھر ان کا توشہ ختم ہو گیا۔ پھر انہوں نے آگ جلائی، اس سے حرارت حاصل کی اور اس سے نفع اٹھایا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ کا معنی ہے: اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فالتو پانی سے منع نہ کرو اور نہ ہی انہیں گھاس اور آگ سے روکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے طاقت وروں کے لیے فائدہ مند اور کمزوروں کے لیے قوت اور طاقت بنایا ہے۔ اور ابن عساکر کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نفع حاصل کرنے والوں کے لیے ذریعہ قوام بنایا ہے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۝ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 233، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 235

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 236 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 36-235

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ
تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِیْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

''پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا۔ ایک کتاب میں جو محفوظ ہے۔ اس کو نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ یہ اتارا گیا ہے رب العالمین کی طرف سے۔ کیا تم اس قرآن کے بارے میں کوتاہی کرتے ہو۔ اور (اس کی بے پایاں برکتوں سے) تم نے اپنا یہی نصیب لیا ہے کہ تم اس کو جھٹلاتے رہو گے۔ پس تم کیوں لوٹا نہیں دیتے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ اور تم اس وقت (پاس بیٹھے) دیکھ رہے ہوتے ہو۔ اور ہم (اس وقت بھی) تم سے زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فَلَاۤ اُقْسِمُ میں لا کو مد کے ساتھ اور اقسم کی الف کو مرفوع پڑھا ہے۔ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ (ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں) اس پر تمام کا اتفاق ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ اس سے مراد ستاروں کا جھرمٹ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النُّجُوْمِ سے مراد آسمان کے ستارے ہیں، یعنی میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں آسمان کے ستارے ڈوبتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ سے مراد ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں ہیں۔ فرمایا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ سے مراد قیامت کے دن ستاروں کا گرنا اور بکھرنا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ سے مراد ستاروں کے غروب ہونے کی جگہیں ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ سے مراد ستاروں کی منازل ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ سے مراد قرآن ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾ فرمایا: مراد قرآن ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 239، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 238　　3۔ ایضاً

(یعنی اگر تم سمجھو تو یہ قرآن بہت بڑی قسم ہے)۔(1)

امام نسائی، ابن جریر، محمد بن نصر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر میں ایک ہی بار سارا قرآن کریم آسمان علیا سے آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ پھر اسے سالوں میں تقسیم کر دیا گیا(2) اور ایک روایت میں ہے۔ پھر آسمان دنیا سے زمین کی طرف تھوڑا تھوڑا بتدریج نازل ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ سے مراد نجوم القرآن (قرآن کے ستارے، آیات) ہیں جب وہ نازل ہوتا ہے۔

امام ابن منذر، ابن انباری نے کتاب المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔ پھر وہاں سے زمین کی طرف تدریجاً تین آیات پانچ پانچ یا اس سے کم وبیش کر کے نازل کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔

امام فریابی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا: معنی یہ ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں محکم قرآن کی جو کہ حضور نبی کریم ﷺ تدریجاً نازل ہو رہا ہے۔

امام ابن نصر اور ابن ضریس نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں محکم قرآن کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میں قسم کھاتا ہوں مستقر الکتاب کی، اس کے اول و آخر کی۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کے بارے فرمایا (بے شک یہ عزت و شان والا قرآن ایک کتاب میں ہے جو محفوظ ہے) تو فرمایا كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ سے مراد لوح محفوظ ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا وہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو گناہوں سے پاک ہیں۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: قرآن اپنی کتاب میں ہے اور مکنون وہ ہے جسے مٹی اور غبار میں سے کوئی شے مس نہیں کر سکتی۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا وہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو پاک ہیں اور اسے صرف وہی چھوتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا: الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد تورات و انجیل کو اٹھانے والے ہیں۔(5)

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 239، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 238، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 40-239

5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 241

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے المعرفہ میں کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کتاب جو آسمان میں نازل کی گئی اسے فرشتوں کے سوا کوئی نہیں چھوتا۔(2)

سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا: وہ کتاب جو رب العالمین کے پاس ہے، اسے نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں یعنی ملائکہ۔ اور جو تمہارے پاس ہے اسے مشرک، پلید اور ناپاک منافق بھی چھوتے رہتے ہیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے پاس پاکیزہ صحائف میں ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے نہیں چھوتے مگر وہی جو مقربین ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ اپنے گھر سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے آپ سے عرض کی: اے ابوعبداللہ! اگر آپ وضو فرمالیں اور پھر آپ فلاں فلاں سورت ہم پر پڑھیں۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے بارے میں یہ فرمایا ہے: فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وہ وہ کتاب ہے جو آسمان میں ہے اسے سوائے ملائکہ علیہم السلام کے اور کوئی نہیں چھوتا۔ بعد ازاں آپ نے قرآن میں سے وہ ہم پر پڑھا جو ہم نے چاہا اور جس کی طلب کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کا مطلب ہے (بے شک یہ قرآن کریم) آسمان میں ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے ملائکہ علیہم السلام کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں تم نہیں ہو اے گناہ والو!(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نعیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 240 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 241

4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 263 (1327)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 207 (35381)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نے اس آیت کے بارے سنا ہے وہ بہت اچھا اور حسین ہے کہ یہ آیت لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس آیت کی طرح ہے جو سورۂ عبس میں ہے فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ باوضو آدمی کے سوا کوئی مصحف (قرآن کریم) کو نہیں چھوئے گا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی داؤد اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ بیان کیا ہے کہ عمرو بن حزم کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھ کر بھیجا کہ تو سوائے پاکیزہ حالت (باوضو) کے قرآن کریم کو مس نہ کر۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور ہم سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ ہماری طرف آئے۔ تو ہم نے کہا: اگر آپ وضو کر لیتے تو ہم آپ سے قرآن کریم میں سے کچھ اشیاء کے بارے پوچھتے۔ تو آپ نے فرمایا: تم مجھ سے پوچھو۔ کیونکہ میں اسے مس نہیں کروں گا۔ بے شک اسے تو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کو نہیں چھوئے گا مگر وہی جو پاک (باوضو) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو ان کے معاہدہ میں یہ لکھا کہ قرآن کریم کو کوئی مس نہیں کرے گا مگر وہی جو طاہر (پاک) ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن حزم انصاری سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف لکھا کہ سوائے پاکیزہ حالت کے وہ قرآن کریم کو مس نہ کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مُّدْهِنُوْنَ کا معنی ہے جھٹلانے والے۔ یعنی کیا تم اس قرآن کی تکذیب کرتے ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم ارادہ رکھتے ہو کہ تم اس کے بارے میں اکتاہٹ کا اظہار کرو اور ان کی طرف جھک جاؤ۔(4)

امام مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مقدس میں لوگوں پر بارش برسی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے صبح کی ہے اس حال میں کہ ان میں بعض شکر کرنے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 283، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519 (3782)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 242، بیروت
4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

والے ہیں اور بعض ناشکری کرنے والے ہیں۔ بعض نے کہا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا فلاں ستارہ درست ہے۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾۔(1)

امام ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے تھے وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ اور فرماتے: بے شک تم بارشوں کو جھٹلاتے ہو۔ اور جس قوم پر بھی بارش برسائی گئی ان میں سے بعض انکار کرتے ہوئے یہ کہنے لگتے تھے کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید گرمی کے موسم میں سفر کیا اور لوگ ایک ایسی جگہ پر اترے جہاں پانی نہیں تھا۔ تو انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کا مطالبہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: شاید اگر میں ایسا کردوں اور تم پیاس بجھالو۔ تو پھر تم یہ کہو: یہ فلاں فلاں ستارے کے سبب ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ ستاروں کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا۔ اس سے وضو کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پس ہوا چلی، بادل اکھٹے ہوئے اور انہوں نے بارش برسائی۔ یہاں تک کہ ہر وادی بہہ پڑی اور انہیں یقین ہوگیا۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے پیالے کو بھر کر یہ کہنے لگا: یہ فلاں ستارے کے سبب ہوئی ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾۔

ابن ابی حاتم نے ابوحرزہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت غزوۂ تبوک کے دوران انصار میں سے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ لوگ حجر میں اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس کے پانی میں سے کچھ بھی (ساتھ) نہ اٹھائیں۔ آپ چلے پڑے اور ایک دوسری منزل میں جا اترے۔ وہاں ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پانی کا شکوہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھنے لگے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا اور اس نے ان پر بارش برسادی یہاں تک کہ وہ خوب سیراب ہوگئے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے اپنی ہی قوم کے ایک دوسرے آدمی سے کہا: وہ آدمی نفاق کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا۔ تیرے لیے ہلاکت ہے، تو دیکھ رہا ہے کہ جونہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے ہم پر بارش برسادی۔ تو اس نے کہا: بے شک فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2-1، صفحہ 54 (127)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، ابن منیع، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: تمہارا شکر یہ ہے کہ تم کہتے ہو: ہم پر فلاں فلاں ستارے اور فلاں فلاں نجم کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی رات بھی قوم پر بارش نہیں برسائی گئی مگر قوم نے اس کے ساتھ کفر کرتے ہوئے صبح کی۔ پھر فرمایا: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝ کہ کہنے والا کہہ دیتا ہے: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں لوگوں پر بارش برسائی گئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے صبح کی اس حال میں کہ بعض ان میں سے شکر کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے کفر اور ناشکری کرنے والے تھے۔ بعض نے کہا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور بعض نے کہا فلاں ستارہ سچا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ یہاں تک کہ اس آیت تک (وحی) پہنچ گئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝۔(3)

امام ابو عبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ مذکورہ آیت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے مراد ستارے ہیں۔ کسی قوم کو بارش نہیں دی گئی مگر ان میں سے بعض کافر ہو گئے اور وہ کہنے لگتے ہیں ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ...... الآیہ''(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی صرف تھوڑی سی آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ان میں سے یہ بھی ہے: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ تم نے اپنا شکر یہی بنایا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں سورہ واقعہ پڑھی اور اس طرح یہ آیت پڑھی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بلاشبہ میں یہ جانتا ہوں کہ کوئی کہنے والا کہے گا کہ انہوں نے یہ آیت اس طرح کیوں پڑھی ہے؟ تو میں نے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 374 (3295)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 45، صفحہ 91، دار الفکر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243

رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے۔ جب لوگوں پر بارش برسائی جاتی تو وہ کہتے ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش عطا کی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مُطِرْتُمْ تُكَذِّبُوْنَ اور تم نے اپنا شکر یہی بنا رکھا ہے کہ جب تم پر بارش برسائی جاتی ہے تو تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: وَ تَجْعَلُوْنَ شکر کم اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنا برا ہے اس قوم کے لیے جس نے کتاب اللہ سے سوائے تکذیب کے اپنے لیے کوئی حصہ نہیں بنایا۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں سے بارش روک لی گئی اور وہ قحط زدہ ہو گئے۔ تو انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ اگر آپ ہمارے لیے بارش کی دعا مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ قوم کو پانی سے سیراب کر دیا جائے تو وہ یہ کہنے لگیں: ہمیں تو فلاں فلاں ستارے کے سبب سیراب کیا گیا ہے، بارش عطا کی گئی ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے بارش کے لیے دعا مانگی تو ان پر بارش برسا دی گئی۔ پھر ایک آدمی نے یہ کہا: کہ فلاں فلاں ستارے ابھی تک باقی تھے (یعنی ان کے سبب یہ بارش برسائی گئی ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝۸۲۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ستاروں کے بارے میں وہ یہ کہتے: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے اور آپ کہتے ہیں: تم کہو بارش اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ اس کا رزق ہے۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ستاروں سے بارش طلب کرنا تم نے اپنا حصہ بنا رکھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تم نے اس سے اپنا حصہ یہ بنا رکھا ہے کہ تم جھٹلاتے رہو گے۔ حضرت عوف نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب بارش برسائی جاتی تو مشرکین عرب کہتے: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، دارمی، نسائی، ابو یعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے بارش روک لے پھر اسے برسانے لگے۔ تو یقیناً ایک گروہ کافر ہو جائے، اور وہ کہیں یہ ذبح یعنی دبران ستارے کے سبب ہوئی ہے۔(3)

امام مالک، عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے بارش کے نشانات پر ہمیں صبح کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 244
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 284، دار الکتب العلمیہ بیروت

نماز پڑھائی۔ پھر جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا جو کچھ تمہارے رب نے اس آیت میں کہا ہے: میں نے اپنے بندوں پر کوئی نعمت نہیں فرمائی۔ مگر ان میں سے ایک فریق اس کے ساتھ کفر کرنے لگا۔ پس جو میرے ساتھ ایمان لایا اور پانی عطا فرمانے پر میری حمد بیان کی، تو وہی وہ ہے جو میرے ساتھ ایمان لایا اور اس نے ستارے کے ساتھ کفر کیا (یعنی اس کا انکار کیا) اور جس نے یہ کہا: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش عطا کی گئی ہے۔ تو وہی وہ ہے جو ستارے کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے میرے ساتھ کفر کیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش حاصل کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور وہ اس ستارے کے ساتھ ایمان لائے۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے سیراب فرمایا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے اس ستارے کے ساتھ کفر کیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن محیریز رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے انہیں بلایا اور کہا: اگر تو علم نجوم سیکھتا تو میں تیرے علم میں اضافہ کر دیتا۔ تو انہوں نے جواباً کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کا زیادہ خوف ہے وہ تین ہیں حکمرانوں کا ظلم کرنا، تقدیر کی تکذیب کرنا اور ستاروں کے ساتھ ایمان لانا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت رجاء بن حیوہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کے بارے میں اپنی امت پر خوف کھاتا ہوں۔ وہ یہ ہے ستاروں کی تصدیق کرنا، تقدیر کو جھٹلانا اور ائمہ وقت کا ظلم کرنا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت جابر سوائی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں تین چیزوں کا خوف ہے: یعنی ستاروں سے بارش طلب کرنا، سلطان وقت کا ظلم کرنا اور تقدیر کو جھٹلانا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ قحط زدہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنے رزق خاص میں سے رزق نازل فرماتا ہے۔ تو وہ لوگ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ عرض کی گئی: وہ کیسے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: وہ کہنے لگتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو صبح کے وقت یا شام کے وقت نعمت (بارش) سے نوازتا ہے۔ تو وہ قوم اس کے ساتھ کفر کرنے لگ جاتی ہے

1۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 227، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 429، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور وہ کہتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہمیں بارش عطا کی گئی ہے۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ'' کے تحت فرماتے ہیں یہ آیت اس بارے میں ہے کہ جو تم پر بارش اور رحمت نازل کی گئی ہے۔ اس کے بارے وہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے اور یہی ان کی طرف سے اس نعمت کے ساتھ کفر اور انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی قوم پر بارش نہیں برسائی گئی مگر ان میں سے بعض کافر ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ''وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ''(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے لوگوں پر بارش برسائی جاتی تھی اور وہ کہتے تھے ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے۔(4)

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ الآیات

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: لوگوں میں سے کسی بندے کی پہچان کب ختم ہو جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس کی نظر ٹھہر جائے (یعنی وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے)(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب المحتضرین میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس حاضر رہو اور انہیں نصیحت کرو۔ کیونکہ وہ وہ کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابوبکر مروزی رحمہم اللہ نے کتاب الجنائز میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کے پاس حاضر رہو اور انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور انہیں کہا جا رہا ہوتا ہے۔(6)

امام سعید بن منصور اور مروزی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ تلقین کرو اور اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں سے جو تم سنتے ہو اسے سمجھو۔ کیونکہ ان کے لیے امور صادقہ (حقائق) ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور ابویعلی نے حضرت ابو یزید اقاشی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ملک الموت علیہ السلام کو فرماتا ہے میرے ولی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 27 صفحہ 244

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 211 (1453)، دارالکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 446 (10858)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

(دوست) کی جانب جا اور اسے میرے پاس لے آ، کیونکہ میں نے خوشحالی اور تنگدستی میں اسے آزمایا ہے اور میں نے اسے ویسے ہی پایا جو میں پسند کرتا ہوں۔ پس تو اسے میرے پاس لے آ تا کہ میں اسے دنیا کی پریشانیوں اور غموں سے راحت اور سکون عطا فرماؤں۔ چنانچہ ملک الموت علیہ السلام اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور ان کے ساتھ پانچ سو ملائکہ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے اور ان کے پاس پھولوں کے گلدستے ہوتے ہیں۔ اس پھول کی اصل ایک ہوتی ہے۔ لیکن اس کے اوپر سرے پر بیس رنگ ہوتے ہیں۔ ان میں ہر رنگ کی ایک خوشبو ہوتی ہے جو ساتھ والے دوسرے رنگ سے جدا اور علیحدہ ہوتی ہے۔ ان کے پاس سفید ریشم ہوتا ہے۔ اس میں کستوری کی خوشبو ہوتی ہے۔ پس ملک الموت علیہ السلام اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں اور ملائکہ اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے اعضاء میں سے کسی عضو پر رکھتا ہے اور وہ سفید ریشم اور خوشبودار کستوری اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتا ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس وقت اس کا نفس جنت کی طرف دیکھنے میں مشغول کر دیا جاتا ہے کہ کبھی وہ جنت میں موجود بیویوں کی طرف دیکھتا ہے کبھی اس کے لباس اور کپڑوں کا نظارہ کرتا ہے اور کبھی اس کے پھلوں میں نظر جما لیتا ہے۔ جیسا کہ جب کوئی بچہ رونے لگے تو اس کے گھر والے اسے مشغول کر دیتے ہیں اور اس کی ازواج اس وقت دل و جان سے اس کی مشتاق ہوتی ہیں اور روح خوشی و مسرت سے اچھلنے لگتی ہے اور ملک الموت علیہ السلام اسے کہتے ہیں: اے پاکیزہ روح تو نکل آ بے خار بیری کی طرف، لمبے لمبے کیلوں کی طرف اور جاری پانی کی طرف۔ اور ملک الموت علیہ السلام اس وقت اس سے بھی زیادہ مہربان ہوتا ہے جتنا ماں اپنے بچے کے ساتھ شفقت اور محبت کا اظہار کرتی ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ روح اپنے رب کی بارگاہ میں محبوب ہے اور اللہ کے ہاں معزز و محترم ہے۔ پس وہ اس روح کے ساتھ اپنے لطف و مہربانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی آرزو کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس روح کو اس طرح نکالتا ہے جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ جونہی اس کی روح نکلتی ہے تو اس کے اردگرد کھڑے ملائکہ کہتے ہیں: سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ (النحل) ((اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے) اور اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ (النحل: 32) (وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر)

پھر اگر وہ مقربین میں سے ہو تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور نعمتوں بھری جنت ہوتی ہے۔ فرمایا موت کی تلخی اور شدت سے اس کے لیے راحت ہوتی ہے اور جسم سے خارج ہوتے ہی اسے پھولوں کے گلدستے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور نعمتوں بھری جنت اس کے سامنے ہوتی ہے۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم کو کہتی ہے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں جلدی کرتا رہا اور اس کی نافرمانی اور گناہ سے بچتا رہا اور دور رہا۔ سو آج تیرے لیے مبارک ہے تو خود بھی نجات پا گیا اور مجھے بھی نجات دلائی اور جسم روح کو بھی اسی طرح کہتا ہے اور اس زمین کے قطع اس پر رونے لگتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتا تھا اور آسمان کے ہر دروازے سے اس عمل

WWW.NAFSEISLAM.COM

بلندی کی جانب چڑھتا ہے اور چالیس راتوں تک اس کا رزق اس سے اتر رہا ہے اور جب ملائکہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو پانچ سو ملائکہ اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسان اس کی طرف اور پہلو تبدیل نہیں کرتا مگر ملائکہ ان سے پہلے اسے بدل لیتے ہیں۔ اور انسانوں کے کفن پہنانے سے پہلے ملائکہ اپنے کفن اسے پہنا دیتے ہیں۔ اور ان کے حنوط لگانے سے قبل ملائکہ جنت کا حنوط لگا دیتے ہیں۔ اور اس کے گھر کے دروازے سے لے کر اس کی قبر تک ملائکہ دو رویہ صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہوئے اس کا استقبال کرتے ہیں۔

اس وقت ابلیس انتہائی سخت چیخ لگاتا ہے۔ اس کے سبب اس کے جسم کی بعض ہڈیاں گر جاتی ہیں اور وہ اپنے لشکر کو کہتا ہے: تمہارے لیے ہلاکت اور بربادی ہو۔ یہ آدمی تم سے کیسے خلاصی اور نجات پا گیا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں: بے شک یہ آدمی (گناہوں سے) محفوظ و مامون رہا۔ اور جب حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی روح لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ہمراہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور وہ تمام مل کر اسے رب کریم کی بارگاہ میں لاتے ہیں۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام عرش تک پہنچتے ہیں تو روح اپنے رب کے لیے سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرماتا ہے: میرے بندے کی روح کو لے جاؤ اور اسے بے خار بیریوں، کیلے کے گچھوں، لمبے لمبے سایوں اور جاری پانیوں میں رکھ دو۔ اور جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو نماز آجاتی ہے اور وہ اس کی دائیں جانب ہو جاتی ہے، روزے آتے ہیں اور وہ اس کی بائیں جانب ہو جاتے ہیں، قرآن کریم اور ذکر آتا ہے اور یہ دونوں اس کے سر کی جانب ہو جاتے ہیں اور نماز کی طرف اس کا چل کر جانا آجاتا ہے اور وہ اس کے پاؤں کی طرف ہوتا ہے۔ اور صبر آتا ہے اور وہ قبر کے کنارے پر ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عذاب کا پہلا حصہ بھیجتا ہے وہ دائیں جانب سے اس کی طرف آتا ہے۔ تو نماز اسے کہتی ہے: پیچھے ہٹ جا۔ بے شک یہ اپنی ساری عمر مشقت کرتا رہا۔ اور جب سے اسے قبر میں رکھا گیا ہے اس نے راحت اور سکون پایا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے اس کے پاس آتا ہے تو روزہ اسی طرح اسے کہتا ہے پھر وہ سر کی جانب سے آتا ہے تو وہ اسے اسی کی مثل کہتا ہے۔ تو نتیجۃً کسی جانب سے بھی عذاب اس کے پاس نہیں آسکتا۔ پھر وہ تلاش کرتا رہتا ہے کہ کیا کسی طرف سے عذاب کے لیے اترنے کی گنجائش ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کا ولی یہ جان لیتا ہے کہ طاعت و ریاضت نے اسے بچا لیا ہے۔ تو بس جونہی وہ دیکھتا ہے عذاب اس سے نکل جاتا ہے اور صبر تمام اعمال کو کہتا ہے کہ بے شک اس نے مجھے روکا نہیں کہ میں بذات خود اس سے ملوں مگر میں نے اسے دیکھ لیا ہے جو تمہارے پاس ہے۔ پس اگر تم عاجز آجاتے تو میں اس کا ساتھی ہوتا۔ لیکن جب تم نے اسے جزا دلا دی ہے۔ تو میں اس کے لیے ذخیرہ ہوں پل صراط کے پاس اور اس کے لئے ذخیرہ ہوں میزان کے پاس۔ پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کی طرف بھیجتا ہے۔ ان کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح ہیں، ان کی آواز سخت گرج کی طرح ہے، ان کے نوکیلے دانت مرغ کی خاروں کی طرح ہیں، ان کی سانس شعلے کی مانند ہے جو اپنے بالوں کو درست کیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت ہے۔ مومنین کے سوا کسی کے لئے ان میں رأفت و رحمت نہیں رکھی گئی۔ انہیں منکر اور نکیر کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں گرز ہوتا ہے۔ اگر اس پر

WWW.NAFSEISLAM.COM

جن وانس تمام جمع ہو جائیں تو وہ اس پر غالب نہ آسکیں۔ پس وہ دونوں اسے کہتے ہیں: بیٹھ جاؤ۔ تو وہ اپنی قبر میں سیدھا بیٹھ جاتا ہے اور اس کے کفن اس کی کوکھ میں گر جاتے ہیں اور وہ اس سے یہ سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ انہیں جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اسلام میرا دین ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میرے نبی ہیں اور وہی خاتم النبیین ہیں۔ تو وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: تو نے سچ کہا ہے۔ پھر وہ قبر کو دھکیلتے ہیں اور اسے سامنے کی طرف سے، پیچھے کی جانب سے، دائیں اور بائیں سے، اس کے سر کی جانب سے اور اس کے پاؤں کی جانب سے وسیع اور کشادہ کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں: اپنی اوپر کی جانب دیکھ۔ وہ دیکھتا ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ پس وہ اسے کہتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! یہ تیری منزل ہے اس لیے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے۔ چنانچہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس کے دل کو ایسی فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے اپنے نیچے کی جانب دیکھ۔ وہ نیچے کی طرف دیکھتا ہے۔ تو جہنم کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تو نے اس سے نجات پالی ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس وقت بھی اس کے دل کو ایسی فرحت اور سرور حاصل ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف ستتر دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا اسے آتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھا کر جنت کی طرف لے جائے گا۔

رہا کافر! تو اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام کو فرماتا ہے اور ملک الموت کے لیے (دروازے) کھول دیتا ہے کہ میرے بندے کی طرف جا اور اسے میرے پاس لے آ۔ کیونکہ میں نے اسے اپنا وسیع رزق عطا فرمایا اور اپنی نعمتیں اس پر نچھاور کیں۔ لیکن اس نے میری نافرمانی اور گناہ کے سوا ہر شے کا انکار کیا۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں آج اس سے انتقام لوں گا۔ پس حضرت ملک الموت علیہ السلام انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ صورت میں اس کی طرف آتا ہے کہ لوگوں میں سے کسی نے کبھی ایسی صورت نہیں دیکھی۔ اس کی بارہ آنکھیں ہوتی ہے اور اس کے ساتھ بہت سی کانٹوں والی آگ کی سلاخیں ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ پانچ سو ملائکہ ہوتے ہیں۔ ان کے پاس تانبہ اور جہنم کے انگاروں میں سے انگارے ہوتے ہیں اور ان کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو بھڑک رہے ہوتے ہیں۔ اور ملک الموت علیہ السلام ان سلاخوں کے ساتھ ایک ضرب اسے لگاتے ہیں۔ تو ان سلاخوں میں سے ہر کانٹے کی جڑ ہر بال اور رگوں میں سے ہر رگ میں پیوست ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اسے شدت کے ساتھ بل دیتے ہیں۔ اور اس کی روح کو اس کے پاؤں کے ناخنوں سے کھینچ لیتے ہیں اور اسے اس کی ایڑی میں ڈال دیتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا دشمن سخت تکلیف اور بیہوشی میں ہو جاتا ہے اور ملائکہ اپنے کوڑوں کے ساتھ اس کے چہرے اور دبر پر مارتے ہیں۔ پھر اسی طرح اس کی کوکھ اور اس کے سینے تک لے جاتے ہیں۔ پھر اسے حلق تک کھینچ لاتے ہیں۔ پھر ملائکہ وہ تانبہ اور جہنم کی آگ کے انگارے اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام اسے کہتے ہیں: اے لعنتی اور ملعون نفس! تو نکل آ جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں، نہ یہ ٹھنڈا ہوگا نہ

آرام دہ۔ جب ملک الموت علیہ السلام روح کو قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے میری جانب بری جزا دے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کی طرف تیزی سے بڑھتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری سے سستی اور غفلت برتتا رہا۔ نتیجۃً تو خود بھی ہلاک ہوا اور تو نے مجھے بھی ہلاک کیا اور جسم بھی روح کو اسی طرح کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرتا رہا تھا وہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ابلیس کے لشکر اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور اسے بشارت اور مبارک دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے بنی آدم میں سے آدمی کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اور جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور دائیں جانب کی بائیں جانب میں اور بائیں کی دائیں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سیاہ رنگ کے سانپ بھیج دیتا ہے جو اسے ناک کی بنی اور پاؤں کے انگوٹھے کے پکڑ لیتے ہیں اور اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور اس کے وسط میں پہنچ کر آپس میں مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو اسے کہا جاتا ہے: نہ تو نے خود جانا اور نہ تو نے کسی کی اتباع کی۔ پھر وہ اسے سخت مارنے لگتے ہیں اور اس کی قبر میں شرارے اڑنے لگتے ہیں۔ پھر وہ اپنی حالت پر لوٹ آتا ہے۔ وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: اوپر کی جانب دیکھ۔ چنانچہ وہ دیکھتا ہے اور جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے دشمن! اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا تو تیرا مقام یہ ہوتا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس دل کو ایسی حسرت پہنچتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ کے دشمن! یہ تیرا مقام ہے کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ پھر اس کے لیے ستتر دروازے جہنم کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کی گرمی اور جھلسا دینے والی گرم لو اسے آتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھا کر جہنم کی طرف لے جائے گا۔

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾
فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَ
اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَ
اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ
جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

”پس اگر تم کسی کے پابند حکم نہیں ہو۔ تو پھر کیوں نہیں لوٹا دیتے (مرنے والے کی روح) اگر تم سچے ہو۔ پس وہ (مرنے والا) اگر اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا۔ تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت

گی۔ اور اگر وہ اصحاب یمین (کے گروہ) سے ہوگا۔ تو (اسے کہا جائے گا) تمہیں سلام ہو اصحاب یمین کی طرف سے۔ اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے والے گمراہوں سے ہوگا۔ تو اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی۔ اور داخل ہونا پڑے گا اسے بھڑکتے دوزخ میں۔ بے شک (جو بیان ہوا) یہ یقیناً حق ہے۔ پس (اے حبیب!) پاکی بیان کیجئے اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ کا معنی ہے غیر محاسبین یعنی جن کا محاسبہ نہ ہو۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ کا معنی ہے جن کا محاسبہ نہ ہو اور تَرْجِعُوْنَهَآ کا معنی ہے، تو پھر نفس یعنی روح (کیوں نہیں لوٹا دیتے) (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ کا معنی ہے: غیر موقنین جو پابند نہ ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کہ اگر تم قیامت کے دن نہیں اٹھائے جاؤ گے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یہ نعمتیں ان کے لیے موت کے وقت ہوں گی۔ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ۝ اور جنت اس کے لیے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک چھپا لی جائے گی۔ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ۝ فرمایا یہ اذیت اور تکلیف اس کے لیے موت کے وقت ہوگی۔ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ۝ فرمایا: جہنم اس کے لیے اسے دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن تک چھپا دی جائے گی۔ (4)

امام ابوعبید نے فضائل میں، امام احمد، عبد بن حمید اور بخاری نے تاریخ میں، ابوداود، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، حاکم اور آپ نے کہا ہے: یہ روایت صحیح ہے، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا ہے: فَرُوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یعنی آپ فروح میں را کو مرفوع پڑھتے تھے۔ (5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس سورۂ واقعہ پڑھی۔ جب میں اس آیت فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَرُوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 245، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 246 4۔ کتاب الزہد، صفحہ 410، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 175 (2938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے عوف سے اور انہوں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ راء کے رفع کے ساتھ فَرُوْحٌ پڑھتے تھے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فَرُوْحٌ پڑھتے تھے اور فرماتے اس کا معنی رحمت ہے۔ فرمایا: اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ یہی پڑھتے اور فرماتے اس کا معنی راحت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَرَوْحٌ کا معنی راحت ہے اور رَيْحَانٌ کا معنی راحت طلب کرنا یعنی استراحت ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رَيْحَانٌ سے مراد دنیا سے راحت پانے اور وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ کے بارے آپ فرماتے تھے کہ اس سے مراد مغفرت اور رحمت ہے۔ (2)

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید نے مسند میں، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مُسْتَرِيْحٌ وَ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ'' یعنی راحت پانے والا ہے اور اس سے راحت پالی گئی ہے۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مستریح کون ہے اور مستراح منہ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندۂ مومن دنیا کی مشقت اور اس کی اذیتوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کی طرف راحت پالیتا ہے اور فاسق وفاجر بندے سے دوسرے بندے، شہر، درخت اور جانور راحت پالیتے ہیں۔ (3)

امام قاسم بن مندہ رحمہ اللہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسؤال میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے بندۂ مومن کو وفات کے وقت روح (راحت) ریحان (خوشبودار غذائیں) اور جنت نعیم (سرور والی جنت) کی بشارت دی جائے گی۔ اور بندۂ مومن کو قبر میں سب سے پہلے یہ بشارت دی جائے گی کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی بشارت ہو۔ تیرا آنا خوب ہے مرحبا، خوش آمدید، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے جس نے تجھے تیری قبر تک پہنچایا ہے۔ جس نے تیرے لیے شہادت دی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کر دی اور جس نے تیرے لیے استغفار کیا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الروح سے مراد فرحت اور خوشی ہے اور رَيْحَانٌ سے مراد رزق ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ کا معنی ہے اس غم سے نجات پانا جس میں وہ پہلے مبتلا تھے اور کام اور عمل سے راحت پانا کہ وہ نہ نماز پڑھیں گے اور نہ روزے رکھیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ روح سے مراد استراحت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مؤطا امام مالک، صفحہ 224، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247

WWW.NAFSEISLAM.COM

رَیۡحَانٌ سے مراد رزق ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو القاسم بن مندہ رحمہم اللہ نے کتاب السوال میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ یہ آخرت میں ہوگی۔ قوم کے بعض افراد نے آپ سے استفسار کیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! موت کے وقت انہیں اس (نوید) سے خوش کیا جائے گا۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَیۡحَانٌ سے مراد رزق ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الروح سے مراد رحمت ہے اور رَیۡحَانٌ تو یہ پھول ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الروح سے مراد رحمت ہے۔ اور رہا رَیۡحَانٌ تو آدمی موت کے وقت اسے جا ملتا ہے۔ (3)

امام مروزی نے جنائز میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مومن کی روح اس کے جسم سے ریحانہ میں نکلتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ۙ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، عبد اللہ بن احمد رحمہم اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بندۂ مومن کو جب موت آتی ہے تو وہ جنتی ریحان کے گلدستے کو پاتا ہے اور اس کی روح اس میں رکھ دی جاتی ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے بیان کیا ہے کہ مقربین میں سے کوئی بھی دنیا سے جدا نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت کے ریحان (خوشبودار پودا) سے ایک ٹہنی لائی جاتی ہے۔ وہ اسے سونگھتا ہے پھر اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔ (5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کو بندۂ مومن کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو وہ جنت سے ریحان لے کر آتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس میں اس کی روح قبض کر لے۔ اور جب کافر کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ جہنم سے دھاری دار کپڑا لاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس کی روح اس میں قبض کر لے۔

امام بزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مومن جب قریب الموت ہو۔ تو ملائکہ ریشم لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ اس میں کستوری اور ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں اور اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جیسے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: اے پاکیزہ نفس! تو نکل آ اللہ تعالیٰ کی جانب سے راحت و کرامت کی طرف اس حال میں کہ تو اپنے رب سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ اور جب اس کی روح نکل آتی ہے تو اسے اس کستوری اور ریحان پر رکھا جاتا ہے اور اوپر سے ریشم کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 248، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 247 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر اسے علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ اور جب کافر کی موت قریب آتی ہے تو فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں جس میں آگ کے انگارے ہوتے ہیں اور اس کی روح کو شدت اور سختی کے ساتھ کھینچا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے اے خبیث اور [illegible] نکل آ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسوائی اور ذلت کی طرف اور اس کے عذاب کی طرف، اس حال میں کہ [illegible] وہ تجھ پر ناراض ہے۔ اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اسے ان انگاروں پر رکھا جاتا ہے۔ اور اس پر جوش مارتے [illegible] ہے۔ اور اسے اوپر سے ٹاٹ کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے اور اسے سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بندہ مومن اپنی موت کے وقت جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو اور جنت کے پھولوں میں سے خاص پھول کا استقبال کرتا ہے اور اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور اسے جنت کے ریشم میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اس پر خوشبو چھڑکی جاتی ہے اور ریحان میں لپیٹ دی جاتی ہے۔ پھر ملائکہ رحمت اسے لے کر اوپر کی جانب چڑھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے علیین میں رکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ کے تحت فرمایا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام لے کر آتے ہیں اور اس پر سلام پیش کرتے ہیں اور اسے یہ خبر دیتے ہیں کہ وہ اصحاب یمین میں سے ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے (کہ وہ) سلامت اور محفوظ ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اس پر سلام پیش کیا ہے۔ (2)

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کوئی کافر دار دنیا سے نہیں نکلے گا۔ یہاں تک کہ وہ کھولتے پانی کا پیالہ پی لے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ شراب پیتا ہو اس کا چہرہ جہنم (کی آگ) کے انگاروں سے زخمی ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یہ حکم اس کے لیے دنیا میں ہے۔ اسی طرح وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ یہ حکم بھی دنیا میں پورا ہوگا۔

امام احمد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مجھے فلاں بن فلاں نے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کو ناپسند کیا، سو قوم روتے ہوئے گر پڑتی ہے اور وہ کہنے لگتی ہے اور بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح نہیں۔ بلکہ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 249

کوئی قریب الموت ہو۔ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَۙ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ۝ تو جب اسے یہ بشارت دی جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَۙ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ۝ اور جب اسے یہ خبر سنائی گئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَۙ۝ وَ اَنْتُمْ حِيْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَۙ۝ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝ فَلَوْ لَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَۙ۝ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَۙ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ۝ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِۙ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِؕ۝ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَۙ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍۙ۝ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ۝ پھر ارشاد فرمایا: جب کوئی موت کے قریب ہو تو اسے یہ کہا جاتا ہے: پھر اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ اور اگر وہ اصحاب شمال (بائیں ہاتھ والوں) سے ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ معنی نہیں۔ بلکہ بندۂ مومن پر جب موت قریب آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رضا اور عزت و کرامت کی بشارت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی شے اس کے نزدیک محبوب نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور اگر مرنے والا کافر ہو تو جب اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب اور سزا کی خبر سنائی جاتی ہے۔ تو پھر جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اس سے زیادہ ناپسندیدہ شے اس کے نزدیک کوئی نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مرنے والا نہیں مرتا ہے مگر وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور وہ اپنے اٹھانے والے کو قسم دلاتا ہے۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت ہے کہ وہ اسے جلدی لے چلے، اور اگر وہ برا ہو تو پھر (اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی اور اسے بھڑکتے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا) کہ وہ اسے روک لے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ۝ کا معنی

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60-259، دار صادر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 463، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے کہ جو کچھ ہم نے تجھ پر اس سورت میں بیان کیا ہے۔ وہ یقیناً حق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا، یہاں تک کہ وہ اسے اس قرآن کے بارے میں یقینی واقفیت کرادے گا۔ پس مومن نے دنیا میں ہی اس کا یقین کرلیا۔ تو اس کا نفع اسے قیامت کے دن ہوگا۔ اور رہا کافر! تو وہ قیامت کے دن اس کا یقین کرے گا اور اس وقت یہ یقین اس کے لیے نفع بخش نہیں ہوگا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بے شک جو بیان ہوا ہے یہ یقینی خبر ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: جو یہ چاہے کہ وہ اولین (اگلے لوگوں) واخرین (پچھلے لوگوں) کی خبریں، دنیا اور آخرت کے بارے خبریں اور جنت و دوزخ کے بارے خبریں جان لے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ سورۂ واقعہ پڑھے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ کا معنی ہے پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھے (جو کہ بڑی عظمت والا ہے)۔

امام سعید بن منصور، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے رکوع میں رکھ لو۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ (الاعلیٰ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجود میں رکھ لو۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے رکوع میں کیسے کہا کریں تو اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جو سورۂ واقعہ کے آخر میں ہے یعنی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم کہیں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" اور یہ طاق مرتبہ کہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں حضرت محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور ہمیں حسین بن عبداللہ بن یزید نے خبر دی ہے۔ اسی طرح محمد بن عبداللہ بن سابور نے ہمیں خبر دی ہے اور حکم بن ظہیر نے سدی سے انہوں نے ابو مالک سے یا ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ کے بارے فرمایا: قیامت جب واقع ہو جائے گی تو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں جس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 250، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 149 (34873)، دار التاج بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 347، دار الکتب العلمیہ بیروت

دنیا میں اسے جھٹلایا، وہ آخرت میں اسے نہیں جھٹلا سکے گا، جب کہ یہ واقع ہو جائے گی۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ فرمایا: قیامت پست کرنے والی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اس نے (آواز) پست کی اور کانوں کو سنوادی اور بلند کی تو دور تک سنوادی۔ للہذا اس میں قریب و بعید سب برابر ہیں۔ فرمایا: اس نے کئی قوموں کو پست کر دیا حالانکہ وہ دنیا میں بلند تھے اور کئی قوموں کو بلند کر دیا۔ یہاں تک کہ انہیں اعلیٰ علیین میں پہنچا دیا۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ فرمایا: یہ زلزلہ ہے (یعنی اس وقت زمین تھرتھر کانپنے لگے گی) وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ فرمایا: حکم اور سدی نے کہا ہے: اس فتنہ وفساد پر چوپاؤں کا وہ فتنہ بھی ہے جو غبار اڑائے گا۔ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ لوگ قیامت کے دن تین مراتب میں منقسم ہوں گے۔ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝ یہی جمہور اہل جنت کی جماعت ہے۔ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝ یہ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: کیا خستہ حال ہے ان کا اور جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ یہ اگلے اور پچھلے لوگوں میں سیاعمال کے سبب انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کی مثل ہیں۔ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فرمایا: یہ جنت کے بطنان سے دار رحمٰن کے۔ دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہوں گے۔ اور بطنان الجنہ سے مراد جنات النعیم میں جنت کا واسطہ اور درمیان ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ فرمایا سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ سے مراد وہ پلنگ ہے جو سونے سے بنایا جائے اور اسے جواہر و یواقیت سے مزین اور آراستہ کیا جائے۔ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ۝ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کی گدی (مراد پشت) کو نہیں دیکھے گا۔ آپ فرماتے ہیں: وہ حلقہ بنائے بیٹھے ہوں گے۔ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان نوخیز لڑکوں کو جنت میں پیدا فرمایا ہے جیسا کہ اس نے خوبصورت آنکھوں والی حوروں کو پیدا فرمایا ہے۔ نہ وہ مریں گے، نہ وہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ہی وہ کمزور ہوں گے۔ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِیْقَ اکواب سے مراد وہ پیالے ہیں جن کے دستے نہ ہو۔ جیسے عام پانی پینے کے پیالے اور اباریق وہ ہیں جن کی ٹونٹی بھی ہو اور اوپر گلا تنگ ہو یعنی لوٹا۔ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ فرمایا: کاس سے مراد وہ جام ہے جو شراب سے لبالب بھرا ہو۔ اور کوئی جام کاس نہیں ہو سکتا جب تک اس میں شراب نہ ہو۔ اور جب اس میں شراب نہ ہو تو وہ اناد (برتن) کہلاتا ہے۔ اور معین کے بارے آپ فرماتے ہیں: مراد چھلکنے والی شراب ہے۔ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وہ شراب کے سبب دردِ سر محسوس نہیں کریں گے۔ وَ لَا یُنْزِفُوْنَ ۝ اور نہ ہی شراب ان کی عقول کو ختم کرے گی۔ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ۝ آپ فرماتے ہیں: اور وہ میرے بھی پیش کریں گے جو وہ جتنی چاہیں گے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک پرندہ ان کے پاس آئے گا، یہاں تک کہ وہ گر پڑے گا اور اپنے پر پھیلا دے گا۔ اور وہ اس سے جتنا چاہیں گے کھائیں گے کیونکہ پکا ہوا ہوگا لیکن آگ نے اسے نہیں پکایا ہوگا۔ اور جب وہ خوب سیر ہو جائیں گے تو وہ اڑ جائے گا اور پہلے کی طرح مکمل ہو جائے گا وَ حُوْرٌ عِیْنٌ ۝ فرمایا حُوْرٌ سے مراد سفید ہے۔ اور عِیْنٌ سے مراد بڑی بڑی آنکھیں۔ یعنی بڑی بڑی انکھوں والی خوبصورت حوریں۔ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ فرمایا: ان موتیوں کی چمک اور سفیدی کی طرح جنہیں ہاتھوں نے ہوا نہ ہو (اور نہ ہی حوادث زمانہ کا ان پر گزر ہو) اور الْمَكْنُوْنِ ۝ سے مراد وہ ہیں جو ابھی تک سیپ میں ہوں۔ پھر فرمایا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ

فِيهَا لَغْوًا فرمایا لَغْوًا سے مراد قسم ہے یعنی لا واللہ اور بلی واللہ (نہیں قسم بخدا، اور کیوں نہیں قسم بخدا) وَّلَا تَأْثِيمًا ۲۵ فرمایا: وہ نہیں مریں گے۔ اِلَّا قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۲۶ آپ فرماتے ہیں: ان کی جانب سے اور ان پر سلام ہوگا۔ یعنی ان میں سے بعض بعض کو سلام کریں گے۔ فرمایا: یہ مقربین ہیں۔ پھر فرمایا: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۲۷ اور کیا شان ہے اس کی جو ان کے لیے (یعنی اصحاب یمین کے لیے) تیار کیا گیا ہے فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۲۸ فرمایا مَّخْضُوْدٍ ۲۸ سے مراد وہ بوجھ ہے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو (یہاں مراد بے خار بیری کا درخت ہے) وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۲۹ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۳۰ آپ فرماتے ہیں: مراد وہ پانی ہے جو اوپر سے انڈیلا جا رہا ہو (یعنی پانی کی آبشار) وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۳۲ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ۳۳ فرمایا: وہ پھل کسی وقت ختم نہیں ہوں گے اور کسی وقت وہ دنیا کے پھلوں کی مثل آئیں گے اور ان سے روکا نہیں جائے گا۔ جیسا کہ دنیا میں ثمن (قیمت) کے بغیر روک دیا جاتا ہے۔ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۳۴ آپ فرماتے ہیں: ان میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں گے۔ پھر فرمایا اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۳۵ فرمایا: یہ اہل جنت کی بیویوں کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ بوڑھی تھیں اور ان کی آنکھیں کیچڑ زدہ تھیں۔ آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انہیں نئی تخلیق کے ساتھ پیدا فرمایا۔ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۳۶ پس ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔ عُرُبًا اَتْرَابًا ۳۷ العرب سے مراد اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرنے والیاں۔ اور اتراب سے مراد آپس میں ایک دوسرے کی ہم عمر عورتیں ہیں۔ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۳۸ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۳۹ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۴۰ آپ فرماتے ہیں: ایک جماعت اگلے لوگوں میں سے ہوگی اور ایک جماعت پچھلے لوگوں میں سے۔ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۴۱ کیا خستہ حال ہوگا ان کا اور اس کا جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ فِيْ سَمُوْمٍ فرمایا: مراد جہنم کی آگ کی گرمی ہے۔ وَّ حَمِيْمٍ ۴۲ وہ جاری پانی جو اپنی گرمی میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور اس سے اوپر گرمی کا تصور نہ ہو۔ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۴۳ اور جہنم کے دھوئیں کے سایہ میں۔ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ۴۴ بے شک وہ اس سے پہلے آسودہ حال تھے۔ فرمایا: مراد وہ جبر و ظلم کرنے والے مشرکین ہیں۔ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ اور وہ قائم تھے۔ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۴۶ بڑے بھاری گناہ پر۔ فرمایا: اس سے مراد شرک ہے۔ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۴۷ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۴۸ فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے بلاشبہ اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی سب کو جمع کیا جائے گا اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۵۰ فرمایا يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ۔ فرمایا: پھر تمہیں اے شرک کرنے والو! جھٹلانے والو! لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۵۲ فرمایا: زَقُّوْمٍ جب وہ اس سے کھالیں گے تو وہ سرسبز ہو جائی گے۔ اور زَقُّوْمٍ درخت ہے۔ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۵۳ فرمایا: وہ اپنے پیٹ زقوم سے بھریں گے۔ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۵۴ فرماتا ہے کہ پھر انہیں زقوم پر کھولتا پانی پینا پڑے گا۔ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۵۵ هیم سے مراد ریت ہے کہ آسمان اس پر ہمیشہ بارش برسائے پھر اس میں جمع شدہ پانی دکھائی نہیں دیتا۔ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۵۶ یوم حساب کی عظمت و کرامت کے سبب اسے یوم الدین فرمایا۔ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ۵۷ فرماتا ہے کیا تم تصدیق نہیں کرے۔ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۵۸ فرماتے ہیں: اس سے مراد آدمی کا پانی ہے یعنی منی) ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۵۹ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ ہم ہی نے مقرر کیا ہے تمہارے درمیان موت

جلدی یا بدیر۔ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۙ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ پس اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ ہم تمہیں ختم کر دیں گے اور تمہاری مثل دوسروں کو لے آئیں گے۔ وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور ہم تمہیں ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اگر ہم چاہیں تو ہم تمہیں بندر کی صورت پر پیدا کریں اور اگر چاہیں تو خنزیر کی صورت پر پیدا کریں۔ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ فرمایا: پس کیا تم اس میں غور و خوض نہیں کرتے۔ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ فرمایا: جو تم بوتے ہو۔ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ فرمایا رہا ہے: کیا ہم ہی وہ نہیں جو اسے اگتے ہیں یا کہ تم اسے اگاتے ہو۔ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ آپ فرماتے ہیں کہ تَفَكَّهُوْنَ ۝ بمعنی تندمون ہے یعنی پھر تم ندامت محسوس کرتے ہو۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بے شک ہم تو قرض کے بوجھ تلے دب گئے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ فرماتے ہیں: الْمُزْنِ سے مراد بادل ہے۔ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فرمایا: اُجَاجًا کا معنی کڑوا اور کھاری ہے۔ یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے کھاری بنا دیتے۔ فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ۝ پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ کیا تم نے غور سے اس آگ کو دیکھا ہے جسے تم سلگاتے ہو۔ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ کیا تم نے پیدا کیا ہے۔ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ۝ فرمایا: یہ آگ عناب کے سوا ہر درخت سے پیدا ہوتی ہے اور پتھر میں بھی ہوتی ہے۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً اس کے ذریعے آخرت کی بڑی آگ کی یاد آتی ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ فرمایا: مقوی وہ ہوتا ہے جو آگ نہیں پاتا۔ پس وہ اپنا چقماق نکلتا ہے اور اپنی آگ روشن کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ اس کے لیے باعث نفع ہے۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ فرماتے ہیں: پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ فرمایا: علبہ بن اسود یا نافع بن حکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ اور کہا اے ابن عباس! میں کتاب اللہ میں سے کچھ آیات پڑھتا ہوں۔ اور میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ کوئی بیرونی شے ان میں داخل ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ میں یہ سنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر) پھر فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ (الدخان) اور پھر ایک اور آیت میں فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ: 185) حالانکہ قرآن کریم تو تمام مہینوں میں نازل ہوا ہے مثلاً شوال وغیرہ؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے تیری ہلاکت ہو! بے شک سارے کا سارا قرآن کریم آسمان سے لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا: ''اِلٰى مَوٰقِعِ النُّجُوْمِ'' فرماتے ہیں: آسمان دنیا کی طرف اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک رات میں وہاں سے قرآن لے کر نازل ہوئے اور وہی رات لیلۃ مبارکہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ پھر وہ حضور نبی رحمت ﷺ پر بیس سال میں ایک یا دو یا زیادہ آیات لے کر نازل ہوتے رہے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَاۤ اُقْسِمُ فرماتے ہیں: معنی ہے میں قسم کھاتا ہوں۔ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ اور قسم سے مراد قسم ہے۔ اور ارشاد گرامی ہے لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ فرمایا: اس سے مراد سفرہ ہیں اور سفرہ سے مراد کراماً کاتبین ہیں۔ پھر فرمایا: تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ

مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ اے اہل شرک! تم منہ پھیرتے رہو گے اور تم نے یہی اپنا نصیب بنالیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سخت گرمی میں حضور نبی کریم ﷺ نے سفر کیا اور لوگوں کو شدید پیاس کا احساس ہوا۔ یہاں تک کہ صورت حاصل یہ ہوئی کہ پیاس کی شدت کے باعث موت کا خطرہ منڈلانے لگا۔ آپ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا اور لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تو وہ ہمیں سیراب فرمادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کروں۔ تو وہ تمہیں پانی عطا فرمادے اور تم یہ کہو یہ فلاں فلاں ستارے کے سبب ہوا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ ستاروں کا زمانہ نہیں ہے۔ ستاروں کا زمانہ گزر گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لوٹے میں پانی منگوایا۔ وضو فرمایا۔ پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ پس ہوائیں چلیں اور بادل جمع ہوئے۔ پھر انہوں نے بارش برسائی یہاں تک وادی بھر کر بہنے لگی۔ لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ وادی سے پیالہ بھر رہے تھا اور وہ کہہ رہا تھا: فلاں فلاں ستارہ آج صبح گرا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ فرماتے ہیں کہ جب روح سانس حلق تک پہنچ جائے وَ اَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ فرماتے ہیں: مراد ملائکہ ہیں۔ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فرماتے ہیں: تم ملائکہ کو نہیں دکھ سکتے۔ فَلَوْلَاۤ فرمایا یہ ہلا کے معنی میں ہے (کیوں نہیں) اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾ اگر تمہارا محاسبہ نہیں ہے۔ تَرْجِعُوْنَهَاۤ فرماتے ہیں: اگر تم روح کو لوٹا دیتے۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ یعنی اگر وہ اعمال کے سبب انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کی مثل ہو۔ فَرَوْحٌ مراد فرحت و سرور ہے جیسا کہ یہ ارشاد ہے وَ لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف: 87) اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے) وَّ رَیْحَانٌ سے مراد رزق ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بندۂ مومن کی روح اس کے بدن سے خارج نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے پہلے جنت کے پھل کھالیتا ہے۔ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ﴿۸۹﴾ فرماتے ہیں: اس کے لیے جنت اور آخرت لازم کر دی گئی ہے۔ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۰﴾ فرماتے ہیں: یہ جمہور اہل جنت ہیں۔ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۹۲﴾ اور یہ مشرکین ہے۔ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿۹۳﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی کافر دنیا میں اپنے گھر سے نہیں نکلے گا یہاں تک کہ وہ کھولتے پانی سے بھرا پیالہ پی لے گا۔ وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ﴿۹۴﴾ فرماتے ہیں: آخرت میں اسے بھڑکتے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ ﴿۹۵﴾ فرماتے ہیں: یہ قول جو ہم نے آپ پر بیان کیا ہے وہ یقیناً حق ہے اسے سچا قرآن بیان فرما رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

WWW.NAFSEISLAM.COM